بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

دنیا مین ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملون سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا
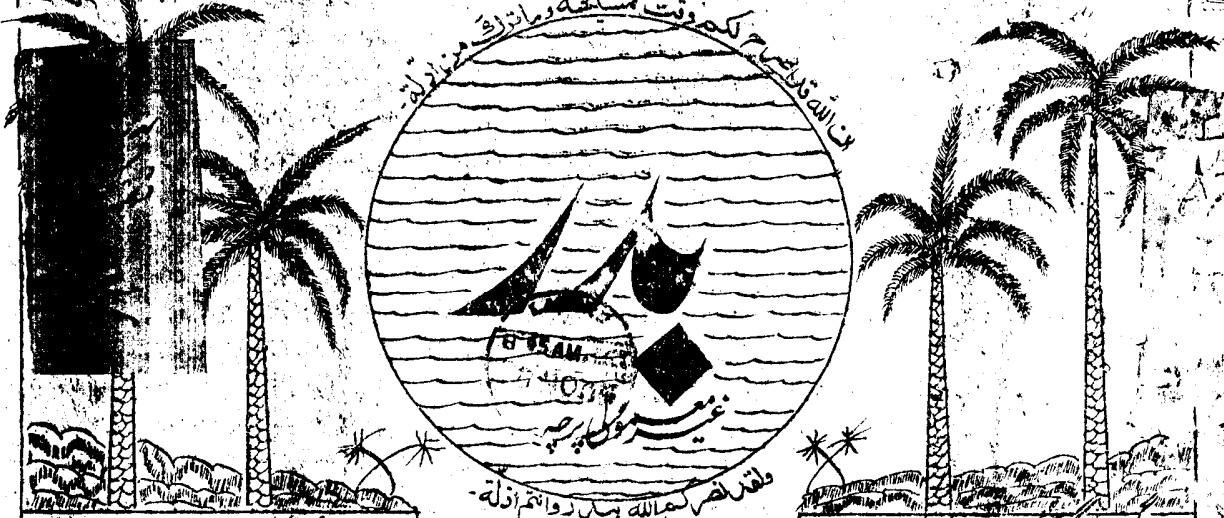
بدر

غیر معمولی پرچہ

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۸۸

چشمۂ فیضم ز نور احمدی جاری شدہ

چسپیم باتو گر آئی چہ بادر قادیان بینی

دوا مینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

سلسلۃ الجدید نمبر ۳۲ جلد ۱

جمعتہ المبارک

سلسلۃ القدیم نمبر ۹۳ جلد ۴

ای جہان منتظر خوش باش کاندر گلستان

ایڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ،

آں مسیح دور آخر مہدی آخر زمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سفر دہلی

۳

واعظ دہلی

۲۵۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء۔ گذشتہ دو پرچون مین سفر دہلی کے حالات ہدیہ ناظرین کئے جا چکے مین۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب فرمایا کرتے ہین کہ ہر شہر کے پاس وہان کے باشندون کا واعظ کسی پرانے شہر کا کھنڈر موجود ہوتا ہے۔ یہ بات اہل دہلی پر خوب صادق آتی ہے اور ان کا واعظ نہایت ہی زبردست ہے۔ کل ہم چند احباب نے پرانے قلعہ اور مقامات فیروز شاہ کے عبرتناک نظارہ کو دیکھا۔ جو یہ سبق دیتا تھا کہ سب سلطنتین اللہ تعالےٰ کے قبضہ مین ہین اور حقیقی بادشاہ وہی ہے جس کو چاہتا ہے ملک دیتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے لے لیتا ہے۔ اگر اس کی معیت اور مشیت نہ ہو۔ تو کوئی طاقت طاقت نہین اور کوئی قوت قوت نہین۔ دہلی کے ان نظارون کا کچھ حال مختصر طور پر کسی آئندہ اشیو مین کیا جاوے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس وقت مین یہ دکھانا چاہتا ہون۔ کہ اہل دہلی حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہے

مولوی محمد بشیر

مین سب سے پہلے مین حضرت مولانا المکرم مولوی سید محمد احسن صاحب کے خط کی نقل کرتا ہون۔ جو کہ مولویصاحب موصوف نے اپنے پرانے دوست مولوی محمد بشیر کے نام لکھا اور ساتھ ہی اس کا جواب بھی نقل کرتا ہون۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محب قدیم و حب کریم حضرت مولانا محمد بشیر صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ الحمد للہ کہ پیشین گوئی اسلامی مندرجہ قرآن مجید۔ واذا النفوس زوجت کا نظارہ اس زمانہ آخرین طرح طرح سے نظر آرہا ہے۔ کئی جگہ بلکہ ہر ایک مقام مین تو بذریعہ ریلوے اور کہین پر بذریعہ تار کے اور کسی جگہ بواسطہ مراسلت صحت کے اس مقدمہ قیامت کا جلوہ من جملہ دیگر مقدمات قیامت کے مشاہدہ کیا جاتا ہے جس سے عبرتاً قیامت یاد آجاتی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ الملہ عا۔ یہ کہ ایک حسن اتفاق ہے کہ خاکسار مسافرانہ جناب والا کے دارالاقامت دہلی مین حاضر ہو گیا ہے۔ چونکہ مسافر کو کوئی ہدیہ میزبان کریم کی خدمت مین پیش کرنا بالضرور مسنون ہے۔ لہٰذا مواہب الرحمٰن یک جلد و الفرقان دو جلد و تبلیغ حق چار عدد پیش کر کر امیدوار قبول فرمانے کا ہون۔ وکلا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ و من یقترف حسنۃ نزد لہ فیہا حسنا۔ ان اللہ غفور شکور۔

ثانیاً اور میزبان پر ادنےٰ درجہ یا امر لازم ہے کہ اپنی نیابت مشرف فرماوے۔ جس کی دو صورتین ہین۔ یا جناب والا قدم رنجہ فرماوین۔ کہ القادم یزار۔ یا خاکسار جناب والا کے عتبہ عالیہ اور دہلیز پر حاضر ہو کر شرف ملازمت کا حاصل کرنے اُمید کہ بحکم واما السائل فلا تنھر۔ کے وقت فرصت سے مطلع فرمایا جائے۔ اور سوائے معیت ایک دو احباب کے نہ اس طرف کوئی ضرورت ہے۔ اور اغلب کہ جناب کی طرف سے بھی کوئی ضرورت اس کی واقع نہ ہوگی۔ خاکسار محمد احسن نزیل بازار چتلی قبر مکان الف خان روشنائی ساز محررہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۶ء مطابق ۴ شعبان ۱۳۲۴ھ۔ یوم شنبہ

جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ حامداً و مصلیاً مسلماً

مکرم بندہ جناب مولوی محمد احسن صاحب دام مجدکم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ مع مجلد مرسلہ وصول ہوا۔ ممنون فرمایا۔ مجکو آپ کی ملاقات کا

تازہ الہام۔ یکم نومبر ۱۹۰۶ء۔ دست تو دعائے تو ترحم ز خدا۔ (بذریعہ تار اس الہام کی خبر آئی)

شوق زیادہ از حد ہے۔ اور ارادہ مصمم ملاقات کا تھا۔ مگر چند موانع و مصالح کی وجہ سے قاصر رہا۔ معاف فرماوین۔ ان بعض مصالح کا حال حامل پرچہ ہذا کی زبانی واضح ہوگا۔ والسلام خیر الختام۔ خاکسار محمد بشیر عفی عنہ۔ از کوچہ نواره

۲۵ - اکتوبر ۱۹۰۵ء - یوم چہارشنبہ - چند مولوی اور طلباء آئے۔ حضرت کی خدمت مین عرض کیا۔ کہ ہم نمازین پڑھتے ہین۔ روزے رکھتے ہین۔ قرآن اور رسول کو مانتے ہین۔ آپ کو ماننے کی کیا ضرورت ہے۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ انسان جو کچھ اللہ تعالے کے حکم کی مخالفت کرتا ہے۔ وہ سب موجب معصیت ہو جاتا ہے۔ ایک ادنے سپاہی سرکار کی طرف سے کوئی پروانہ لے کر آتا ہے۔ تو اس کی بات نہ ماننے والا مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ اور سزا پاتا ہے۔ مجازی حکام کا یہ حال ہے تو احکم الحاکمین کی طرف سے آنیوالے کی بے عزتی اور بے قدری کرنا کسقدر عدول حکمی اللہ تعالیٰ کی ہے۔ خدا تعالیٰ غیور ہے۔ اس نے مصلحت کے مطابق عین ضرورت کیوقت بگڑی ہوئی صدی کے سر پر ایک آدمی بھیجا۔ تاکہ وہ لوگون کو ہدایت کی طرف بلائے۔ اس کے تمام مصالح کو پاؤن کے نیچے کچلنا ایک بڑا گناہ ہے۔ کیا یہودی لوگ نمازین نہین پڑھا کرتے تھے۔ بلکہ ایک یہودی نے ہم کو لکھا کہ ہمارا خدا [illegible] مسلمانون کا خدا ہے۔ اور قرآن شریف مین جو صفات بیان ہین۔ وہی صفات ہم بھی مانتے ہین۔ [illegible] اب تک ان یہودیون کا وہی عقیدہ چلا آتا ہے۔ مگر باوجود اس عقیدہ کے ان کو سور اور بندر کہا گیا۔ صرف اس واسطے کہ انہون نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانا۔ انسان کی عقل خدا کی مصلحت سے نہین ملسکتی۔ آدمی کیا چیز ہے۔ جو مصلحت الٰہی سے بڑھ کر سمجھ رکھنے کا دعویٰ کرے۔ خدا کی مصلحت [illegible] اسلام مین سے پہلے ایک شخص [illegible] ہو جاتا تھا۔ تو ایک شور برپا ہو جاتا تھا۔ اب اسلام کو [illegible] کہ ایک لاکھ مرتد [illegible] پر اس قدر حملے کئے گئے ہین۔ کہ [illegible] گالیان سے بھری ہوئی شائع کی جاتی ہین۔ بعض رسالے کئی کروڑ تک چھپتے ہین۔ اسلام کے [illegible] شائع ہوتا ہے۔ اگر سب کو ایک جگہ جمع کیا [illegible] ایک بڑا پہاڑ بنتا ہے۔ مسلمانون کا یہ حال ہے۔ کہ گویا ان [illegible] اور سب کے سب [illegible] اگر خدا بھی خاموش رہے۔ تو پھر کیا حال ہوگا۔ خدا کا ایک حملہ انسان کے ہزار حملہ سے بڑھ کر ہے۔ اور وہ ایسا ہے۔ کہ اس سے دین کا بول بالا ہو جائے گا۔ عیسائیون نے ۱۹۰۰ سال سے شور مچا رکھا ہے۔ کہ عیسےٰ خدا ہے۔ اور ان کا دین اب تک بڑھتا چلا گیا۔ اور مسلمان ان کو اور بھی مدد دے رہے ہین عیسائیون کے ہاتھ مین بڑا حربہ یہی ہے۔ کہ مسیح زندہ ہے۔ اور تمہارے نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) فوت ہو گئے۔ لاہور مین پادری [illegible] نے ایک بھاری مجمع مین یہی بات پیش کی۔ کوئی مسلمان اس کا جواب نہ دے سکا مگر ہماری جماعت مین سے مفتی محمد صادق صاحب جو وہان موجود تھے۔ اٹھے۔ اور انہون نے قرآن شریف حدیث تاریخ۔ انجیل وغیرہ سے ثابت کیا۔ کہ حضرت عیسےٰ فوت ہو چکے۔ اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم زندہ ہین۔ کیونکہ آپ سے فیض حاصل کرکے کرامت اور خوارق دکھانے والے ہمیشہ موجود رہے ہین۔ تب اس کا جواب وہ کچھ نہ دے سکا۔ اب خیال کرو۔ کہ عیسےٰ کو زندہ ماننے کا کیا نتیجہ ہے۔ اور دوسرے انبیاء کی مانند وفات یافتہ ماننے کا کیا نتیجہ ہے۔ ذرا چار سال فوت شدہ مان کر اس کا نتیجہ بھی تو دیکھ لین۔ مین نے ایک دفعہ لودیانہ مین عیسائیون کو اشتہار دیا تھا۔ کہ تمہارا ہمارا بہت اختلاف نہین۔ تھوڑی سی بات ہے یہ کہ تم مان لو۔ کہ عیسےٰ فوت ہو گئے۔ اور آسمان پر نہین گئے۔ تمہارا اس مین کیا حرج ہے۔ اس پر وہ بہت جھنجھلائے۔ اور کہنے لگے۔ کہ اگر ہم یہ مان لین۔ کہ عیسیٰ مر گیا۔ اور آسمان پر نہین گیا تو آج دنیا مین ایک بھی عیسائی نہین رہتا۔ دیکھو خدا علیم و حکیم ہے۔ اس نے ایسا پہلو اختیار کیا ہے۔ جس سے دشمن تباہ ہو جائے۔ مسلمان اس معاملہ مین کیون اڑتے ہین۔ کیا عیسےٰ آن حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے افضل تھا۔ اگر میرے ساتھ خصومت ہے۔ تو اس مین حد سے نہ بڑھو اور وہ کام نہ کرو۔ جو دین اسلام کو نقصان پہنچائے۔ خدا ناقص پہلو اختیار نہین کرتا اور بجز اس پہلو کے تم کبھی غلبہ نہین کر سکتے۔

جنگی امام | اگر ہم نے جنگون سے فتح پائی ہوتی۔ اور ہمارے لئے لڑائیان کرنا مقدر تھا۔ تو خدا ہم کو [illegible] تو پ اور بندوق وغیرہ جنگ کے کام مین تم کو سب سے بڑھ کر [illegible] اور ہوشیاری دی جاتی۔ مگر خدا کا فعل ظاہر کرتا ہے۔ کہ تم کو یہ طاقتین نہین دی گئین۔ بلکہ سلطان روم کو بھی ہتھیارون کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو وہ جرمن یا انگلستان وغیرہ ممالک سے [illegible] اور اب جب عیسائیون سے [illegible] چونکہ اس زمانہ کے واسطے یہ مقصد نہ تھا۔ کہ مسلمان جنگ کرین۔ اس واسطے خدا نے ایک اور راہ اختیار کی۔ ہان صلاح الدین وغیرہ بادشاہون کے وقت ان باتون کی ضرورت تھی۔ تب خدا نے مسلمانون کی مدد کی۔ اور کفار پر ان کو فتح دی۔ مگر اب تو مذہب کے واسطے کوئی شخص جنگ نہین کرتا۔ اب تو لاکھ لاکھ پرچہ اسلام کے برخلاف نکلتا ہے۔ جیسا ہتھیار مخالف کا ہے۔ ویسا ہی ہتھیار ہم کو بھی طیار کرنا چاہیئے۔ یہی حکم خداوندی ہے۔ اب اگر کوئی خونی مہدی آجائے۔ اور لوگون کے سر کاٹنے لگے۔ تو یہ بے فائدہ ہوگا۔ مارنے سے کسی کی تسلی نہین ہوسکتی۔ سر کاٹنے سے دلون کے شبہات دور نہین ہوسکتے۔ خدا کا مذہب جبر کا مذہب نہین ہے۔ اسلام نے پہلے بھی کبھی جبر پرستی نہین کی جب بہت ظلم صحابہ پر ہوا۔ تو دشمنون کو دفع کرنے کیواسطے جہاد کیا گیا تھا۔ خدا کی حکمت کے مطابق کسی کی دانائی نہین۔ ہر ایک شخص کو چاہیئے۔ کہ اس معاملہ مین دعا کرے۔ اور دیکھے کہ اس وقت اسلام کی تائید کی ضرورت ہے یا نہین جسم پر غالب آنا کوئی شے نہین۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ دل کو فتح کیا جائے۔ مین نے کوئی بات قال اللہ اور قال الرسول کے برخلاف نہین کی۔ اگر قرآن اور حدیث مین جسم عنصری کا لفظ آیا ہوتا تو اس کا منکر کافر اور ملعون ہوتا۔ مگر اصل حقیقت خدا نے بذریعہ الہام کے مجھ پر ظاہر کر دی۔ اور قرآن اور حدیث اور اجماع صحابہ اس کی تائید مین ہے۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات صحابہ کے واسطے ایک بڑا صدمہ تھا۔ ۶۳ یا ۶۴ سال کوئی بڑی عمر نہین۔ صحابہ کو اگر یہ کہا جاتا۔ کہ عیسیٰ تو زندہ ہے۔ مگر ہمارے نبی کریم فوت ہو گئے۔ تو ان کے واسطے ایک پشت شکن صدمہ ہوتا۔ اسی واسطے حضرت ابوبکر نے سب کو اکٹھا کرکے [illegible] کیا۔ اور ان کو سمجھایا۔ کہ سب نبی مر گئے۔ کوئی بھی زندہ نہین۔ اسی طرح آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی فوت ہو گئے۔ صحابہ ایک عشق اور محبت کی حالت رکھتے تھے۔ وفات مسیح کے بغیر دوسرا پہلو وہ ہرگز مان نہ سکتے تھے۔ اسلام کبھی ایسا عقیدہ پیش نہین کر سکتا۔ جو آن حضرت افضل الرسل کی ہتک کرنے والا ہو۔ کوئی ہمین [illegible] ہم تو اپنا کام کرتے چلے جائین گے۔ کیونکہ ہم سمجھتے ہین۔ کہ اسلام کی فتح [illegible] ہے۔ اگر ہم عیسائیون کی ہان مین ہان ملا دین۔ تو ہم ان کا [illegible] کر سکتے ہین۔ ہمارے مخالف [illegible] لین گے۔ کہ وہ اسلام کے دوست نہین۔ بلکہ دشمن ہین۔ عادت بھی ایک [illegible] یہ لوگ [illegible] پرستش کرتے ہین۔ یہان پر ایک [illegible] مخالفین کی جماعت مین سے بول اٹھے۔ اور چونکہ انہون نے حضرت کو سلسلہ تقریر کرنے نہین دی۔ بلکہ جلدی جلدی سوال پر سوال کرتے گئے۔ اور کسی سوال کے متعلق حضرت کا جواب پورا نہ سنا۔ اس واسطے تقریر مذکورہ بالا تو ختم ہو گئی۔ مولوی صاحب کے سوال جواب مین درج کرتا ہون تاکہ دہلی کے مولویون کا نمونہ ناظرین کو نظر آجائے

مولوی صاحب - قرآن و روایات سے حضرت عیسےٰ

کی زندگی ثابت ہے۔ ان کو کیا کریں

حضرت۔ جو روایت قرآن اور حدیث صحیح کے مخالف ہو۔ وہ ردی ہے۔ قابل اعتبار نہیں۔ قول خدا کے برخلاف کوئی بات نہیں ماننی چاہیئے۔

مولوی صاحب۔ اور جو وہ روایت بھی صحیح ہو۔

حضرت۔ جب قول خدا قول رسول کے برخلاف ہو گی تو پھر صحیح کس طرح۔ خود بخاری میں متوفیک کے معنے ممیتک کے لکھے ہیں۔

مولوی صاحب۔ ہم بخاری کو نہیں مانتے۔ اور نہ انہوں نے مسیح کی زندگی لکھی ہے۔ قرآن کی تفسیروں میں لکھا ہے کہ مسیح زندہ ہے۔

حضرت۔ تمہارا اختیار جو چاہو مانو یا نہ مانو۔ اور قرآن شریف خود اپنی تفسیر آپ کرتا ہے خدا نے مجھے اطلاع دی کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے۔ اور کتاب اللہ اور احادیث صحیحہ کے مطابق یہ بات ہے۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔ قرآن و حدیث کے مخالف ہم کوئی روایت نہیں مان سکتے۔

مولوی صاحب۔ اور جو وہ بھی صحیح ہو تو۔

حضرت۔ وہ صحیح ہو ہی نہیں سکتی۔

مولوی صاحب۔ اگرچہ صحیح ہو۔

حضرت۔ میں کئی دفعہ سمجھا چکا ہوں۔ اب بار بار کیا کہوں کتاب اللہ کے [illegible] برخلاف جو روایت ہو۔ وہ کس طرح صحیح ہو سکتی ہے۔

مولوی صاحب۔ یہ کس نے لکھا ہے۔ کس کتاب میں درج ہے۔ برخلاف روایت ہو تو نہ مانو۔ امام بخاری نے بھی غلطی کھائی۔ جو متوفیک کے معنے ممیتک کر دئیے

حضرت۔ اگر بخاری نے غلطی کھائی۔ تو تم اور کوئی حدیث بالمقابل پیش کرو۔ جہاں وفات کے معنے سوائے موت کے کچھ اور کئے گئے ہوں۔

مولوی صاحب۔ اچھا حضرت عیسیٰ اگر نازل ہوئے تو فرشتوں کے ساتھ نازل ہوں گے [illegible] ساتھ فرشتے کہاں ہیں

حضرت۔ [illegible] جو دو فرشتے ہیں وہ تم کو نظر [illegible] ہیں۔ جو یہ فرشتے تم کو نظر آ جائیں گے۔

مولوی صاحب۔ تو زینہ کہاں ہے۔ جس کا ذکر آیا کہ اس پر سے [illegible] گا۔

حضرت۔ نزول کے یہ معنے نہیں۔ جو تم سمجھتے ہو۔ یہ [illegible] محاورہ ہے۔ جیسا ہم مسافر سے پوچھتے ہیں۔ کہ تم کہاں اترے اس کے بعد وہ لوگ اٹھ کر چلے گئے۔

شکر

۲۵ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ آج شام کو یہ عاجز کسی کام پر باہر گیا ہوا تھا۔ حضرت مغرب کے وقت نشستگاہ میں تشریف لائے۔ اور ایک تقریر فرمائی جس کو

مخدومی اخویم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے قلمبند فرمایا۔ ایسا ہی باہر گاڑیوں میں سیر کے وقت جب ڈاکٹر صاحب موصوف حضرت کے ساتھ بیٹھتے اور میں دوسری گاڑی میں ہوتا۔ تو آپ میرے واسطے حضرت کی تقریر محفوظ رکھتے۔ چنانچہ ذیل کی تقریر بھی ڈاکٹر صاحب موصوف کی رقم زدہ ہے۔ اللہ تعالے اس عزیز بھائی پر جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق و محبت میں اپنا آپ نمونہ ہے۔ اپنی رحمت اور برکت فرمادے اور اس سے بھی بڑھ کر نیکیوں کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین

ڈاکٹر صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا۔ آج کہاں کہاں کی سیر کی۔ انہوں نے عرض کی۔ کہ فیروز شاہ کی لاٹ پرانا کوٹ۔ صابت خان کی مسجد۔ لال قلعہ وغیرہ مقامات دیکھے۔ فرمایا۔ ہم تو حضرت بختیار کاکی۔ نظام الدین صاحب اولیاء۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب وغیرہ اصحاب کی قبروں پر جانا چاہتے ہیں۔ دہلی کے یہ لوگ جو سطح زمین کے اوپر ہیں۔ نہ ملاقات کرتے ہیں۔ اور نہ ملاقات کے قابل ہیں۔ اس لئے جو اہل دل لوگ ان میں سے گذر چکے ہیں اور زمین کے اندر مدفون ہیں۔ ان سے ہی ہم ملاقات کر لیں تاکہ بدوں ملاقات تو واپس نہ جائیں۔ میں ان بزرگوں کی یہ کرامت سمجھتا ہوں۔ کہ انہوں نے قسی القلب لوگوں کے درمیان بسر کی۔ اس شہر میں ہمارے حصہ میں ابھی وہ قبولیت نہیں آئی۔ جو ان لوگوں کو نصیب ہوئی ہے۔ چشم باز و گوش باز و این ذکا

خیرہ ام از چشم بندی خدا

اسلام پر یہ کیسا مصیبت کا زمانہ ہے۔ اندرونی مصائب بھی بے انتہا ہیں۔ اور بیرونی بھی بے حد ہیں پھر یہ لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ اس وقت کسی مصلح کی ضرورت نہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہم نماز روزہ پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں۔ پھر ہم کو کسی مصلح کی کیا ضرورت ہے مگر نہیں سمجھتے کہ جب تک خدا کی رحمت نہ ہو۔ وہ رقت اور درد پیدا نہیں ہو سکتا۔ جو انسان کے دل کو صاف کرتا ہے۔ چاہیئے کہ بہت دعائیں کریں۔ صرف بحث کرنے والا فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ وہ نہیں دیکھتے کہ اسلام پر کس طرح کے مصائب نازل ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اسلام کو گویا خدا نے فراموش کر دیا ہے۔ دہلی کے لوگ ایسے معلوم ہوتے ہیں۔ کہ لڑنے کو تیار ہیں حق طلبی کا انہیں خیال نہیں۔ حلق کے نیچے بات تب اترتی ہے۔ جب حلق صاف ہو۔ دوائی کا بھی یہی حال ہے۔ کہ جب تک حلق صاف نہ ہو۔ اور معدہ بھی صاف نہ ہو دوائی کا اثر نہیں ہو سکتا۔ دوائی قے ہو جاتی ہے یا ہضم نہیں ہوتی۔

احمدی نام کیوں رکھا گیا

ایک مولوی صاحب آئے اور انہوں نے سوال کیا کہ خدا نے ہمارا نام مسلمان رکھا ہے۔ آپ نے اپنے فرقہ کا نام احمدی کیوں رکھا ہے۔ یہ بات ھو سمٰکم المسلمین کے خلاف ہے۔

اس کے جواب میں حضرت نے فرمایا۔ اسلام بہت پاک نام ہے۔ اور قرآن شریف میں یہی نام آیا ہے۔ لیکن جیسا کہ حدیث شریف میں آچکا ہے۔ اسلام کے ۷۳ فرقے ہو گئے ہیں۔ اور ہر ایک فرقہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ انہی میں ایک رافضیوں کا ایسا فرقہ ہے۔ جو سوائے دو تین آدمیوں کے تمام صحابہ کو سب و شتم کرتے ہیں۔ نبی کریم کے ازواج مطہرات کو گالیاں دیتے ہیں۔ اولیاء اللہ کو برا کہتے ہیں۔ پھر بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔ خارجی حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کو برا کہتے ہیں۔ اور پھر بھی مسلمان نام رکھلاتے ہیں۔ بلاد شام میں ایک فرقہ یزیدیہ ہے جو امام حسین رضؓ پر تبرہ بازی کرتے ہیں اور مسلمان بنے پھرتے ہیں۔ اسی مصیبت کو دیکھ کر سلف صالحین نے اپنے آپ کو ایسے لوگوں سے تمیز کرنے کے واسطے اپنے نام شافعی حنبلی وغیرہ تجویز کئے۔ آج کل نیچریوں کا ایک ایسا فرقہ نکلا ہے۔ جو جنت دوزخ۔ ملائک۔ وحی سب باتوں کا منکر ہے۔ یہاں تک کہ سید احمد خان کا خیال تھا۔ کہ قرآن مجید بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیالات کا نتیجہ ہے۔ اور عیسائیوں سے سن کر یہ قصے لکھ دئیے ہیں۔ غرض ان تمام فرقوں سے اپنے آپ کو تمیز کرنے کے واسطے اس فرقہ کا نام احمدیہ رکھا گیا۔

حضرت یہ تقریر کر رہے تھے۔ کہ اس مولوی نے پھر سوال کیا۔ کہ قرآن شریف میں تو حکم ہے۔ کہ لا تفرقوا۔ اور آپ نے تو تفرقہ ڈال دیا۔

حضرت نے فرمایا۔ ہم تو تفرقہ نہیں ڈالتے۔ بلکہ ہم تفرقہ دور کرنے کے واسطے آئے ہیں۔ اگر احمدی نام رکھنے میں ہتک ہے۔ تو پھر شافعی حنبلی کہلانے میں بھی ہتک ہے۔ مگر یہ نام ان اکابر کے رکھے ہوئے ہیں جن کو آپ بھی صلحاء مانتے ہیں وہ شخص بدبخت ہو گا۔ جو ایسے لوگوں پر اعتراض کرے اور ان کو برا کہے۔ صرف امتیاز کے لئے ان لوگوں نے اپنے یہ نام رکھے تھے۔ ہمارا کاروبار خدا کی طرف سے ہے۔ اور ہم پر اعتراض کرنے والا خدا پر اعتراض کرتا ہے۔ ہم مسلمان ہیں۔ اور احمدی ایک امتیازی نام ہے

اگر صرف مسلمان نام ہو تو شناخت کا تمغہ کیونکر ظاہر ہو۔ خدا تعالے ایک جماعت بنانا چاہتا ہے اور اس کا دوسروں سے امتیاز ہونا ضروری ہے۔ بغیر امتیاز کے اس کے فوائد مترتب نہیں ہوتے اور صرف مسلمان

کہلانے سے تمیز نہیں ہو سکتی۔ امام شافعی اور حنبل وغیرہ کا زمانہ بھی ایسا تھا۔ کہ اس وقت بدعات شروع ہو گئی تھیں۔ اگر اس وقت یہ نام نہ ہوتے۔ تو اہل حق اور ناحق میں تمیز نہ ہو سکتی۔ ہزارہا گندے آدمی ملے جلے رہتے۔ یہ چار نام اسلام کے واسطے مثل چار دیواری کے تھے۔ اگر یہ لوگ پیدا نہ ہوتے۔ تو اسلام ایسا مشتبہ مذہب ہو جاتا کہ بدعتی اور غیر بدعتی میں تمیز نہ ہو سکتی اب بھی ایسا زمانہ آگیا ہے۔ کہ گھر گھر ایک مذہب ہے۔ ہم کو مسلمان ہونے سے انکار نہیں۔ مگر تفرقہ دور کرنے کے واسطے یہ نام رکھا گیا ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے توریت والوں سے اختلاف کیا۔ اور عام نظروں میں ایک تفرقہ ڈالنے والے بنے لیکن اصل بات یہ ہے۔ کہ یہ تفرقہ خود خدا ڈالتا ہے جب کھوٹ اور ملاوٹ زیادہ ہو جاتا ہے۔ تو خدا خود چاہتا ہے۔ کہ ایک تمیز ہو جائے۔

مولوی صاحب نے پھر وہی سوال کیا۔ کہ خدا نے تو کہا ہے۔ کہ ھو سمّٰکم المسلمین۔

فرمایا۔ کیا اس میں رافضی اور بدعتی اور آج کل کے مسلمان شامل ہیں۔ کیا اس میں آج کل کے وہ لوگ شامل ہیں جو اباحتی ہو رہے ہیں۔ اور شراب اور زنا کو بھی اسلام میں جائز جانتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اس کے مخاطب تو صحابہ ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ قرون ثلاثہ کے بعد فیج اعوج کا زمانہ ہوگا۔ جس میں جھوٹ اور کذب کا افشاء ہوگا۔ آنحضرت نے اس زمانہ کے لوگوں کے متعلق فرمایا ہے۔ لیسوا منی ولست منھم۔ نہ ان کا مجھ سے کوئی تعلق ہے۔ نہ میرا ان سے کوئی تعلق ہے۔ وہ لوگ مسلمان کہلائیں گے۔ مگر میرے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔

جو لوگ اسلام کے نام سے انکار کریں۔ یا اس نام کو عار سمجھیں۔ ان کو تو میں لعنتی کہتا ہوں۔ میں کوئی بدعت نہیں لایا۔ جیسا کہ حنبلی شافعی وغیرہ نام تھے۔ ایسا ہی احمدی بھی نام ہے۔ بلکہ احمد کے نام میں اسلام اور اسلام کے بانی احمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتصال ہے۔ اور یہ اتصال دوسرے ناموں میں نہیں۔ احمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔ اسلام احمدی ہے اور احمدی اسلام ہے۔ حدیث شریف میں محمدی رکھا گیا ہے۔ بعض اوقات الفاظ بہت ہوتے ہیں مگر مطلب ایک ہی ہوتا ہے۔

احمدی نام ایک امتیازی نشان ہے۔ آج کل اس قدر طوفان زمانہ میں ہے۔ کہ اول آخر کبھی نہیں ہوا۔ اس واسطے کوئی نام ضروری تھا۔ خدا کے نزدیک جو مسلمان ہیں وہ احمدی ہیں۔

تازہ اخبار دہلی۔ ۲۲۔ اکتوبر کی صبح کو حضرت مسیح

شاہ ولی اللہ صاحب اور خواجہ میر درد صاحب کی قبروں پر تشریف لے گئے۔ ہر دو مقامات کے کتبے عاجز نے نقل کر لئے تھے۔ اپنے موقعہ پر درج اخبار ہوں گے۔ دہلی کے لوگ زیادہ تر مسجد وں کے طالب علم اور مولوی آتے ہیں۔ اور عجیب قسم کے بے ہودہ سوال کرتے ہیں بعض تمسخر کے سوائے بات نہیں کرتے۔ حضرت سب کے ساتھ اخلاق کریمانہ سے پیش آتے ہیں۔ میرٹھ سے میاں عبد الرشید صاحب تاجر اور چند دوست امروہہ سے تشریف لائے۔

۲۷۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ آج لاہور سے خواجہ کمال الدین صاحب حکیم محمد حسین صاحب قریشی۔ بابو غلام محمد صاحب اور قادیان سے بابو شاہدین صاحب۔ اور ڈاکٹر عبد الستار صاحب۔ اور اٹاوہ سے میر صادق حسین صاحب اور ایسا ہی دیگر مقامات سے بہت سے دوست آئے۔ آج حضرت نے دو دفعہ ایک صبح اور ایک ظہر لمبی تقریریں کیں۔ جو انشاء اللہ درج اخبار ہوں گی۔

حضرت مولوی نور الدین صاحب کو بھی حضرت نے دہلی آنے کے واسطے فرمایا ہے۔

جماعت پٹیالہ نے درخواست کی ہے۔ حضور جاتے ہوئے وہاں ٹھہریں۔ ہنوز کچھ حکم نہیں فرمایا۔

آج مولوی محمد احسن صاحب نے جمعہ کا خطبہ پڑھا۔ جو دلوں پر بہت نیک اثر کرنے والا تھا۔ مناسب موقعہ پر کچھ اقتباس اس میں سے درج کیا جاوے گا۔

۲۸۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ صبح اور پھر بعد ظہر عصر تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تقریریں کیں قریب دس کے نئے آدمی بیعت میں شامل ہوئے جن میں سے بعض کے نام مفصلہ ذیل ہیں۔ میر رستم علی صاحب ٹھیکیدار رام پور سکنہ شاہجہان پور۔ حامد حسین خان صاحب منصرم۔ میرٹھ۔ عبد الرحمان صاحب اسسٹنٹ ویٹرنری سرجن۔

آج لاہور سے میاں معراج الدین صاحب عمر پروپرائٹر اخبار بدر۔ مظفر نگر سے منشی ماجد علی صاحب منشی احمد حسن صاحب۔ میرٹھ سے محمد ذو الفقار علی خان صاحب منشی عباد اللہ صاحب وغیرہ اٹاوہ سے۔ منشی عبد المجید صاحب۔ میاں کریم بخش صاحب سید ابن حسن خان صاحب۔ شیخ پیر محمد صاحب امروہہ سے میاں عبد الصمد صاحب۔ میاں عبد الغفور صاحب میاں عبد السلام صاحب۔ چندوسی سے مولوی طفیل احمد صاحب۔ علیگڑھ سے حکیم محمد حسین صاحب۔ شیخ عبد اللہ صاحب وغیرہ۔ اور دیگر بہت سے احباب مختلف مقامات سے تشریف لائے۔

اور احباب کا ایک بڑا مجمع اس جگہ ہو گیا ہے۔

۲۹۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ صبح کے وقت حضرت معہ خدام شاہ نظام الدین صاحب اولیاء کے مزار پر تشریف لے گئے۔ وہاں کے سجادہ نشینان۔ میاں حسن نظامی صاحب اور صاحبزادہ سید غلام معین الدین نظامی و دیگر صاحبان نے ساتھ ہو کر تمام مقامات اور قبریں دکھائیں۔ حضرت نے شاہ صاحب اور امیر خسرو صاحب کے مزار پر فاتحہ پڑھا۔ وہاں کے مزید حالات اس تاریخ کی ڈائری میں درج ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

بعد ظہر میرٹھ کے چند دوستوں اور علیگڑھ کے چند دوستوں نے بیعت کی۔

حضرت نے ایک لمبی تقریر کی۔ اور چند مولویوں نے بعد تقریر حضرت سے ایک تحریر لکھا لی۔ کہ آپ کیوں مسیح کی وفات کے قائل ہیں۔ وہ تحریر آئندہ درج اخبار ہو گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت مولوی نور الدین آج یہاں پہنچ گئے ہیں۔

۲۶۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ صبح کے وقت حضور نے گاڑیاں منگوائیں اور خواجہ میر درد صاحب اور شاہ ولی اللہ صاحب کے مزار مبارک پر تشریف لے گئے۔ راستہ میں قبرستان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ یہ انسان کی دائمی سکونت ہے۔ جہاں ہر قسم کے امراض سے نجات پا کر انسان آرام کرتا ہے

خواجہ میر درد صاحب کی قبر پر آپ نے فاتحہ پڑھا اور کتبہ کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ کہ کتبہ لکھنا شریعت میں منع نہیں ہے۔ اس میں بہت سے فوائد ہیں

خواجہ میر درد صاحب کی قبر کے سرہانے کی طرف یہ عبارت لکھی ہے۔

ھو الناصر

نور البصر اہل المحمدیین خواجہ میر محمدی التخلص بدرد تحیات اللہ علیہ وعلے والدیہ وعلے من توسل الیہ۔ ولادت نوز ذیقعد ۱۱۳۳ھ روز شنبہ عمر شریف ۶۶ سال رحلت ۲۴۔ صفر یوم جمعہ قبل صبح صادق ۱۱۹۹ھ

ہم میر و فقیر خواجہ میر درد است
ہم مرشد و پیر خواجہ میر درد است

از بسکہ غلام خواجہ میرم اثر
زیر اقدام خواجہ میرم اثر
از رحمت حق زندہ جاوید شدیم
ہر گاہ غلام خواجہ میرم اثر

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر۔ پروپرائٹر کے لئے چھاپا گیا